وہ امریکہ کو اس کے مجسمۂ آزادی سے پہچان لے گا۔ یہ کہ اس تعلق کو غلط راہنمائی ملی ہے وہ نکتہ نہیں جسے بیان کرنا مقصود ہے۔ [امریکہ سے] اس عمومی تعلق اور واقفیت کو ترک وطن کے بارے میں ناموزوں امریکی جذبات کے ساتھ کیسے جوڑ کر دیکھا جائے، بہرحال ایک چیلنج ہے۔

[کیتھلین مور، ڈیپارٹمنٹ آف پولیٹیکل سائنس، یونیورسٹی آف کنیکٹی کٹ، سٹورس، کنیکٹی کٹ، امریکہ]

# امریکہ میں مذہبی آزادی کی جڑیں

چارلس سی ہینز *

نوآبادیاتی دور سے لے کر آج تک مذاہب اور مذہبی اعتقادات نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سیاسی زندگی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ امریکی تاریخ کی چند بہترین اور چند بدترین تحریکوں میں مذہب کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ امریکہ کے ابتدائی رہنما مذہب اور سیاست کے درمیان تعلقات کو جن رہنما اصولوں کے تابع رکھنا چاہتے تھے، وہ آئین کی دفعہ نمبر ۶ اور پہلی ترمیم کے بل کے ابتدائی ۱۶ الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اب جبکہ امریکہ سترھویں صدی کے زیادہ تر پروٹسٹنٹ عقائد کی حامل آبادی سے ترقی کر کے تین ہزار کے لگ بھگ مذہبی گروہوں کی آماج گاہ بن چکا ہے، اس بات کی اہمیت ہمیشہ سے زیادہ محسوس کی جا رہی ہے کہ اس ملک کا ہر شہری عوامی زندگی میں مذہب کے مناسب کردار کو سمجھے اور ہر مذہب و عقیدہ رکھنے والے یا لامذہب لوگوں کی مذہبی یا ضمیر کی آزادی کی آئینی ضمانتوں کا اقرار کرے۔

روجر ولیمز، ولیم پین، جان لیلانڈ، ٹامس جیفرسن اور دوسرے ابتدائی لیڈروں کے فلسفیانہ خیالات اور مذہبی عقائد نے امریکہ میں ضمیر کی آزادی کی جدوجہد میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ ریاست ہائے متحدہ ایک ایسی قوم کا ملک ہے جس کی تعمیر اعلیٰ مقاصد (ideals) اور ایسے ایقانات (convictions) پر ہوئی ہے جو اس ملک میں جمہوریت کے اولین اصول کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ اگر آزادی (Liberty) کے متعلق امریکی تجربے کو برقرار رہنا ہے تو ہر آنے والی نسل کے لوگوں کے لیے ان اصولوں کو سمجھنا اور ان کی توثیق کرنا ضروری ہے:

چنانچہ ہر آدمی کے مذہب کو اس کے ایقان اور ضمیر پر چھوڑ دینا چاہیے اور یہ ہر آدمی کا حق ہے کہ وہ انہی (اپنے ایقان اور ضمیر) کی آواز کے مطابق اپنے مذہب پر عمل کرے۔ یہ اپنی فطرت میں ایک ایسا حق

---

* Charles C. Haynes, "The Roots of American Religious Liberty", U.S. *Society and Values*, March 1997. pp. 10 - 12

ہے جسے کسی سے چھینا نہیں جاسکتا۔ (جیمز میڈیسن ۱۷۸۵ء)

---

آ ئین میں کی جانے والی پہلی ترمیم میں مذہبی آزادی سے متعلق شقیں ایک انتہائی اہم فیصلہ تھیں پوری تاریخ میں مذہبی آزادی اور عوامی انصاف کے لیے یہ اہم ترین سیاسی فیصلہ تھا۔ اپنے نفاذ کے دوسو سال بعد ایک ایسی صدی میں جسے ریاستی جبر اور فرقہ پرستانہ جھگڑوں نے تاریک کر دیا ہے، یہ شقیں بے باکی سے سر اٹھائے کھڑی ہیں۔ تاہم ان سے ناواقفیت اور انہیں متنازعہ بنانے کی کوششیں ہمیں اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ ان کی وکالت اور ان کا دفاع کرنا ہر آنے والی نسل کا فریضہ ہے۔ (ولیمز برگ چارٹر ۱۹۸۸ء)

---

## آ ئین میں مذہبی آزادی کے لیے دی گئی ضمانتیں

مذہبی آزادی کی تعریف متعین کرنے والے رہنما اصول امریکی آ ئین کی دفعہ نمبر ۶ اور پہلی آ ئینی ترمیم کے ابتدائی الفاظ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ یہ اصول ایسے بنیادی قاعدے بن گئے ہیں جن پر عمل کر کے تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے اور لامذہب سب مل جل کر ایک قوم کے طور پر زندگی گزار سکتے ہیں۔

آ ئین کی دفعہ نمبر ۶ ان الفاظ کے ساتھ ختم ہوتی ہے:

ریاست ہائے متحدہ کے تحت کام کرنے والے کسی بھی دفتر یا پبلک ٹرسٹ میں ملازمت کے لیے اہلیت کی شرط کے طور پر کسی قسم کا مذہبی امتحان پاس کرنا کبھی بھی ضروری نہیں ہوگا۔

اس جرأت مندانہ اقدام کے ساتھ امریکی سیاست کے خدوخال وضع کرنے والوں نے یورپی روایت سے علیحدگی اختیار کر لی اور وفاقی حکومت کے عوامی دفاتر کو تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں اور لامذہبوں کے لیے کھول دیا۔

پہلی ترمیم میں مذہبی آزادی سے متعلق شقوں میں کہا گیا ہے:

کانگریس کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جس کا مقصد کسی مذہب کی اقامت ہو اور نہ ایسا قانون وضع کرے گی جو کسی مذہب پر آزادانہ عمل درآمد پر قدغن لگائے۔

مندرجہ بالا دونوں شقیں مذہبوں اور مذہبی اعتقادات کو سرکاری مداخلت یا کنٹرول سے محفوظ رکھ کر مذہبی آزادی کی ضمانت دیتی ہیں۔ یہ اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ مذہب پر اعتقاد رکھنا یا نہ رکھنا ہر ایک کا اختیاری فعل ہو اور حکومتی جبر سے مکمل طور پر آزاد رہے۔
(امریکی آئین کی پہلی دس ترامیم کو اجتماعی طور پر Bill of Rights کہا جاتا ہے۔ یہ آئین کے ابتدائی مسودے کا حصہ نہیں تھیں بلکہ بعد میں ریاستوں کی توثیق (ratification) کی شرط پر آئین کا حصہ بنیں۔ مدیر)

آئین کی ان شقوں کا اطلاق وفاقی اور مقامی دونوں قسم کی حکومتوں پر برابر ہوتا ہے کیونکہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق چودھویں ترمیم کے سبب، جس میں کہا گیا ہے کہ ریاستیں کسی بھی شخص کی آزادی کو نہیں چھین سکتیں، پہلی ترمیم کا اطلاق ریاستوں پر بھی ہوتا ہے۔

## حکومتی سطح پر مذہب کا قیام اور کردار نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

مذہب کی اقامت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ریاست یا وفاقی حکومت کسی مخصوص مذہب یا عمومی طور پر مذہب کو رائج نہیں کر سکے گی۔ مزید برآں حکومت مذہب کو فروغ دینے یا اس کی معاونت کرنے کی بھی مجاز نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حکومت مذہب کے ساتھ مخاصمانہ رویہ رکھ سکتی ہے۔ حکومت کو ایسا رویہ اپنانا چاہیے جسے سپریم کورٹ نے ''خیر خواہانہ غیر جانب داری'' کہا ہے اور جو مذہب پر عمل کرنے کی اجازت تو دیتا ہے لیکن اس کی سرکاری سرپرستی کی مخالفت کرتا ہے۔ اقامت مذہب سے روکنے والی شق حکومت پر مذہبی کنٹرول اور مذہب پر سیاسی کنٹرول دونوں کو روکتی ہے۔

## ''آزادانہ عمل درآمد'' سے کیا مراد ہے؟

''آزادانہ عمل درآمد'' (free exercise) سے مراد یہ ہے کہ ہر شہری اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اپنے عقائد تلاش کرنے، منتخب کرنے اور تبدیل کرنے میں بالکل آزاد ہے۔ آزادانہ عمل درآمد کی شق حکومت کو مذہبی عقیدے اور اپنی حدود میں رہتے ہوئے مذہب پر عمل درآمد میں مداخلت سے باز رکھتی ہے۔

## عقیدے اور عمل میں فرق

سپریم کورٹ نے آزادانہ عمل درآمد کا جو مفہوم اخذ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ہر فرد جو عقیدہ رکھنا چاہے، رکھ سکتا ہے لیکن ایسے مواقع پیش آسکتے ہیں جب ریاست ان عقائد کی بنیاد پر کیے جانے والے عمل درآمد کو محدود کردے یا ان میں مداخلت کرے۔

اس سلسلے میں روایت یہ رہی ہے کہ عدالت عظمیٰ کسی کے مذہبی عمل کو کچلنے یا محض اس میں مداخلت کرنے کے لیے حکومت پر یہ شرط عائد کرتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں بلند ترین درجے کا مفاد ثابت کرے جو عدالت کو اس عمل کی اجازت دینے کے لیے قائل کر سکے۔ اس پر مستزاد حکومت کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ اس کے پاس اس مفاد کے حصول کے لیے کوئی ایسا متبادل ذریعہ نہیں ہے جو مذہبی عمل پر اس سے کم تر درجے میں اثر انداز ہو۔

۱۹۹۰ء میں ایمپلائمنٹ ڈویژن بنام سمتھ کے مقدمے میں فیصلہ دیتے ہوئے سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ اب حکومت کے لیے ''قائل کرنے والا سرکاری مفاد'' ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ کوئی قانون ہی ایسا ہو جس کے ذریعے کسی مذہبی عمل یا کسی اضافی آئینی حق کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا ہو۔ ۱۹۹۳ء میں منظور کیا جانے والا مذہبی آزادی کی بحالی کا ایکٹ جسے صدر کلنٹن نے دستخط کر کے قانون کا حصہ بنا دیا، ''قائل کرنے والے فائدے'' کی شرط کو بحال کرتا ہے اور ان تمام صورتوں میں اس کے اطلاق کو یقینی بناتا ہے جہاں مذہب پر عمل میں کافی زیادہ رکاوٹ ڈالی جا رہی ہو۔

## ریاست ہائے متحدہ میں مذہبی آزادی کی تحریک

امریکی آئین مرتب کرنے والوں کی طرف سے وفاقی حکومت کی سطح پر مذہب کی اقامت (ترویج وترقی) پر پابندی لگانے کے ساتھ مذہب پر آزادانہ عمل درآمد کی ضمانت دینے کے اہم فیصلے اور حقوق کے بل (Bill of Rights) کا اٹھارویں صدی کے امریکہ کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی عوامل سے گہرا تعلق تھا۔ ان تمام عوامل کی تہہ میں یہ عملی دشواری تھی کہ ایک ابھرتی ہوئی قوم میں، جو بے شمار عقائد (بیشتر پروٹسٹنٹ مسیحی) کے پیروکاروں پر مشتمل تھی، اور جن میں سے کوئی بھی فرقہ اتنا طاقتور نہیں تھا کہ باقی سب پر غالب آجائے، اس پر کسی ایک مخصوص عقیدے کی بالادستی کیونکر قائم کی جائے۔

۱۷۷۶ء سے (جب امریکہ کا اعلان آزادی ہوا) ۱۷۹۱ء تک کے عرصے میں، جب آئین میں پہلی ترمیم منظور ہوئی، مذہبی آزادی کے متعلق امریکیوں کے خیالات میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ مئی ۱۷۷۶ء میں اعلان آزادی سے ذرا ہی پہلے، ریاست ورجینا کے لیڈروں نے ''ورجینا کا اعلان حقوق'' (Virginia Declaration of Rights) اختیار کرلیا۔ اس اعلان کا مضمون جارج میسن نے تیار کیا تھا۔ اس کے ابتدائی مضمون میں ''کسی شخص کے اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق کسی مذہب پر عمل کرنے پر زیادہ سے زیادہ رواداری دکھانے'' پر زور دیا گیا تھا۔ ان الفاظ میں جان لوک (Jahn Locke) کی تحریروں اور انگلستان میں چلنے والی رواداری کی تحریک کا اثر نظر آتا ہے۔

اگرچہ رواداری (Toleration) جیسے لفظ کا استعمال آگے کی جانب ایک بہت بڑا قدم تھا لیکن ایک پچیس سالہ مندوب جیمز میڈیسن (۱۷۵۱ء-۱۸۵۶ء) کی نظر میں یہ کافی نہ تھا۔ میڈیسن، جو روشن خیالی (Enlightenment) کی تحریک کے تصورات سے بہت متاثر تھا، باقی مندوبین کو اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب رہا کہ ''رواداری'' کے بجائے ''آزادانہ عمل'' (Free Exercise) کے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ الفاظ کا یہ بظاہر معمولی سا ردوبدل امریکیوں کے تصورات میں ایک انقلابی تبدیلی کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔ میڈیسن کے نزدیک مذہبی آزادی ریاست کی طرف سے دی جانے والی کوئی رعایت نہیں، بلکہ ہر شہری کا فطری حق ہے جسے چھینا نہیں جاسکتا۔

۱۷۹۱ء میں اعلان ورجینیا میں کی گئی مذہب پر آزادانہ عمل والی بات پہلی آئینی ترمیم کا حصہ بن گئی جس سے تمام امریکیوں کو ضمیر کی آزادی کی ضمانت مل گئی۔

## ''اقامت'' سے ''علیحدگی'' تک

مذہب کی اقامت کے خلاف فیصلہ کن جنگ امریکہ کی ایک بہت بڑی اور اثر و رسوخ رکھنے والی ریاست ورجینیا میں لڑی گئی جہاں اینگلیکن چرچ (Anglican Church) کی اجارہ داری قائم تھی۔ ایک مرتبہ پھر جیمز میڈیسن نے اس قانونی جنگ میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے ورجینیا کی مقننہ کو ۱۷۸٦ء میں تھامس جیفرسن کا پیش کردہ ''مذہبی آزادی کے قیام کا بل'' منظور کرنے کے لیے قائل کرنے میں اہم حصہ لیا۔

میڈیسن اور جیفرسن کا مؤقف تھا کہ کسی مخصوص مذہب یا تمام مذاہب کے لیے ریاستی حمایت غلط ہے کیونکہ شہریوں کو اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ حکومت کو دیے جانے والے ٹیکسوں کے ذریعے ایک ایسے عقیدے کی حمایت میں حصہ لیں جسے وہ نہیں مانتے، ان کے مذہبی آزادی کے فطری حق کی خلاف ورزی ہے۔ جیفرسن کے بل میں کہا گیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمام ذہنوں کو آزاد بنایا ہے'' چنانچہ ''کسی شخص کو اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ ایسے عقائد کے فروغ کے لیے مالی تعاون کرے جن کو وہ نہیں مانتا اور جس سے وہ نفرت کرتا ہے، گناہ گارانہ اور جابرانہ طرز عمل ہے''۔

## ''عظیم بیداری'' اور عدم اقامت کے لیے جدوجہد

میڈیسن اور جیفرسن کو مذہب کی عدم اقامت (disestablishment) کی جدوجہد میں ورجینیا کے اینگلیکن چرچ سے اختلاف رائے رکھنے والے فرقوں مثلاً بیپٹسٹس (Baltists) کوئیکرز (Quakers) اور پریسبائیٹرینز (Presbytarians) کا تعاون حاصل رہا۔ اٹھارویں صدی کی مذہبی تجدید (rivivalism) کی تحریکوں نے جنہیں عموماً ''عظیم بیداری'' (Great Awakening 1728-1790) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، مذہبی اظہار اور عقیدے کی نئی شکلیں پیدا کیں جو تمام نو